ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
**Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)**

ماخذ تحقیقی مجلہ

**عابد علی**

ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

**پروفیسر ڈاکٹر محمد الطاف حسین**

ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

**صدیق اقبال**

ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

# ریڈیو آزاد جموں و کشمیر کے اردو ڈرامے "چناروں کے آنسو" کا تجزیاتی مطالعہ

**Abid Ali**
Research Scholar Department of Urd, Hazara University Mansehra
**Prof. Dr. Muhammad Altaf Hussain**
Hazara University Mansehra,
**Sadiq Iqbal**
Research Scholar Department of Urdu, Hazara University Mansehra.

# The Critical Study of Radio Azad Jamu and Kashmir Drama Chinaroun Kay Aansu

In regions of Azad and occupied Kashmir, radio Muzaffarabad and its broadcasting enhanced Kashmir art and culture along with independent movement of Kashmir that was propagated to the whole world and played a role of silent soldiers for independence movement of Kashmir this is the reason, the broadcasting of radio dramas in Azad Kashmir earned historical, social, political, civilizational and literally identity in Kashmir.

**Key Words:** *Occupied, Broadcasting, Enhanced, Propagated, Civilizational, Literally, Identity.*

ریڈیو آزاد کشمیر مظفر آباد ڈرامے کے اعتبار سے انفرادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ ریڈیو آزاد کشمیر سے تحریکِ آزادی کے علاوہ بھی تمام موضوعات پر بہترین ڈرامے نشر ہوتے رہے ہیں، جن میں رومانوی، معاشی، معاشرتی و سماجی، مذہبی، انقلابی، تاریخی اور تفریحی موضوعات شامل ہیں۔ ریڈیو مظفر آباد نے اپنے ۶۰ سالہ دور میں ریڈیو کے ذریعے عوام میں ہر سطح پر تحریکی، انقلابی، سیاسی، سماجی اور معاشرتی شعور اُجاگر کیا۔ ریڈیو مظفر آباد آزاد

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)



جموں و کشمیر کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ علاقائی آرٹسٹوں کے علاوہ ملک کے نام ور اداکاروں جن میں چاکلیٹ ہیرو وحید مراد، طلعت حسین، پی ٹی وی کی نامور اداکارہ عرش منیر، بیگم خورشید مرزا، طالش، موہنی حمید بھی اپنے کیریئر کے ابتدائی دور میں ریڈیو مظفر آباد سے منسلک رہے۔ اپنے دور کے نامور فن کاروں کے علاوہ ملک کے بہترین ڈراما نگاروں نے ریڈیو مظفر آباد کے لیے اپنی تخلیقات پیش کیں، جن میں اشفاق احمد، بانو قدسیہ، رضیہ بٹ، آغا حشر کاشمیری، ممتاز مفتی، حکیم احمد شجاع، مرزا ادیب، نصر اللہ خان ناصر اور ضمیر صدیقی نمایاں ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامی فن کاروں اور ڈراما نگاروں نے بھی اس شعبے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان مقامی فن کاروں کے بارے میں ملک بشیر مراد لکھتے ہیں:

"ان مقامی باصلاحیت فن کاروں، پروڈیوسرز اور ڈراما نگاروں میں سردار اشتیاق احمد آتش، مجاہد شیراز، مخلص وجدانی، اشرف کیانی، الطاف حسین قریشی، احمد شمیم، گلزار بٹ، افتخار احمد ملک، دلشاد بانو اور مسعود قریشی نمایاں ہیں۔"(۱)

تمام ملکی و علاقائی ڈراما نگاروں نے آزاد کشمیر ریڈیو کے ذریعے تحریکِ آزادی کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیں۔ تحریکِ آزادی کے پس منظر میں پیش کیے گئے ڈراموں کو نہ صرف وادیٔ کشمیر میں شوق سے سنا جاتا رہا بلکہ آزاد کشمیر، سری نگر مقبوضہ کشمیر کی وادی میں بھی ان ڈراموں کو عوام میں بے حد پذیرائی ملی۔ تحریکِ آزادی کے موضوعات پر پیش کیے گئے ڈراموں میں چند شاہ کار ڈرامے بھی شامل تھے، جن کی شہرت آج بھی کشمیر میں سنائی دیتی ہے۔ ان نشریاتی ڈراموں میں ضمیر صدیقی کے ڈراما "چناروں کے آنسو" کو خوب صورت مکالموں، بہترین کرداروں اور سب سے بڑھ کر منفرد کہانی کی بنا پر عوام میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ ڈراما نگار ضمیر صدیقی نے خوب صورت الفاظ کے ساتھ رنج و الم کی ایسی داستان پیش کی، جو سننے سے زیادہ پڑھنے میں دل چسپ معلوم ہوتی ہے۔ ضمیر صدیقی نامور ڈراما نگار ہیں، جنھوں نے نہ صرف ریڈیو بلکہ ٹیلی وژن کے لیے بھی شاہ کار ڈرامے تحریر کیے، جو آج بھی عوام میں مقبول ہیں۔ ریڈیو آزاد کشمیر مظفر آباد سے نشر کیے گئے ڈراما "چناروں کے آنسو" کی کہانی نہ صرف کشمیری عوام بلکہ وادیٔ کشمیر کے خوب صورت جنگلوں، سبزہ زاروں، لہلہاتے کھیتوں، بہتے جھرنوں، لہکتے گلزاروں اور اونچے پہاڑوں حتیٰ کہ کشمیر کی زرخیز زمین کی آزادی کی راہ میں دی جانے والی قربانیوں کی عکاسی کی داستان ہے۔ تحریکِ آزادی کے پس منظر میں رومانوی انداز میں پیش کی گئی اس کہانی میں وادیٔ کشمیر کے جنگل میں کھڑے دو درختوں کو مرکزی کرداروں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جہاں ایک مرد درخت اور ایک خاتون درخت

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)


اپنی اور کشمیر کی بے بسی کو بیان کر رہے ہیں۔ کہانی کا کلائمکس کچھ اس طرح ہے کہ وادیٔ کشمیر میں قابض بھارتی افواج نہ صرف کشمیری عوام پر مظالم ڈھانے میں مصروفِ عمل ہے بلکہ کشمیر کی خوب صورت وادی کے نقوش کو بھی بری طرح سے مسمار کیا جارہا ہے۔اس کہانی میں دو درخت مرکزی کردار ہیں جہاں ایک مرد درخت اور ایک خاتون درخت یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قابض بھارتی فوجی جنگل کے تناور درختوں اور اُن کے بچوں یعنی (ننھے پودوں) کو محض اس لیے کاٹنے اور جڑوں سے اُکھاڑنے کے درپہ ہیں کہ مجاہدین اور بھارتی افواج میں لڑائی کے بعد مجاہدین ان درختوں کی اوٹ میں پناہ لے لیتے ہیں۔

خاتون درخت زار و قطار روتی ہوئی کہتی ہے کہ ہم تو انسانوں کے کام آتے ہیں، اُن کے لیے آکسیجن مہیا کرتے ہیں اُن کے جینے اور زندہ رہنے کے اسباب پیدا کرتے ہیں پھر ہم پر یہ ظلم و بربریت کیوں؟ مرد درخت جواب میں کہتا ہے کہ ان بھارتی فوجیوں کے ظلم کی انتہا یہ ہے کہ یہ انسانوں کے آنسو نہیں دیکھتے، انسانوں کی فریاد نہیں سنتے تو یہ تمہارے نہ دِکھنے والے آنسو اور نہ سنی جانے والی سسکیوں کو کیوں کر سنیں گے۔ ڈراما کے پہلے منظر سے دونوں درختوں کی گفتگو کا اقتباس پیش ہے:

> "مرد درخت۔۔۔اب اس طرح غم کرنے اور رونے کا کیا فائدہ، کب کسی نے سنی ہے ہماری؟ کون سنے گا تیری سسکیوں کی آواز؟ کون دیکھتا ہے تیرے یہ آنسو۔۔۔ہاں بتا؟
>
> خاتون درخت۔۔۔تو کیا کوئی ہماری فریاد نہیں سنے گا؟ کوئی ہماری فریاد پر ہماری مدد کو نہ آئے گا؟
>
> مرد درخت۔۔۔یہ کب کسی کو ہماری سرزمیں پر آنے دیتے ہیں، اگر یہاں کوئی آسکتا تو اس بستی کا اس میں بسنے والوں کا یہ حال نہ ہوتا۔
>
> خاتون درخت۔۔۔تو کیا کل ہمارا نام و نشان مٹ جائے گا؟
>
> مرد درخت۔۔۔ہاں کل ہمارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ یہاں بڑی بڑی مشینیں آئیں گی اور پھر ہمارا یہ خطہ ہمارا یہ مسکن دوسرے علاقوں کی طرح نیست و نابود ہو جائے گا۔"[۲]

اس گفتگو میں ان بے بس و بے کس نظر آنے والے درختوں کی گفتگو سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وادیٔ کشمیر میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جنگلوں اور درختوں کو بھی ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ خاتون درخت پُر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

شکوہ انداز میں پوچھتی ہے کہ ہم تو بے قصور ہیں پھر ہم پر یہ مظالم کیوں؟ کیا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ہماری فریاد سُن سکے اور ہماری مدد کو آئے۔

ڈراما کے دوسرے منظر میں بھی خاتون درخت اپنی بے بسی پر روتے ہوئے کہتی ہے:

"ہم تو انسانوں کے کام آتے ہیں۔ یہ ہماری ہی وجہ سے صاف سانس لے پاتے ہیں اور یہ ہمیں ہی ختم کرنے پر تُلے ہیں۔ مرد درخت، خاتون درخت کو سمجھاتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہے، اللہ نے ہمیں پیدا ہی اس لیے کیا ہے۔"(۳)

یہاں مرد درخت اور خاتون درخت کی باتوں میں ایک خوب صورت جذبہ ہے کہ ہمارا دنیا میں آنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم انسانوں کے کام آسکیں۔ وہ بھلے کسی قوم قبیلے، مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ہمارا کام اُن کے لیے زندہ رہنے کے اسباب پیدا کرنا ہے۔ وہ بے شک ہمیں کاٹیں، جلائیں لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن کے کام آئیں۔ ڈراما نگار نے ڈراما میں عقل اور دِل نہ رکھنے والے درختوں میں وہ جذبہ دکھایا ہے جو گوشت پوست کے بنے اور دردِ دل رکھنے والے انسانوں میں نہیں پایا جاتا۔ مصنف ضمیر صدیقی نے درختوں کی گفتگو کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ خدا نے ہر چیز کو انسان کے تابع کیا ہے۔انسان ہر چیز کو مسخر کر لیتا ہے لیکن اگر اس میں دردِ دل، ایمانی جذبہ اور احساس نہ ہو تو جنگلوں کے درخت اس سے ہزار گنا بہتر ہیں۔ ڈراما "چناروں کے آنسو" میں بھارتی افواج کی جانب سے وادئ کشمیر کے حسن میں قدغن لگانے کی سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ قابض افواج اپنی ریاستی دہشت گردی کے ذریعے بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے میں مصروف ہیں لیکن کشمیری عوام کا جذبہ ان کی سازشوں کو کُچل کر رکھ دے گا۔

ڈاکٹر صابر آفاقی اس مزاحمت کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"کشمیر اونچے اونچے پہاڑوں، گہری گہری ندیوں اور گھنے گھنے جنگلوں کا حسین ترین خطہ ہے۔ جہاں پرندے چہکتے، گلزار اور سبزہ زار لہکتے ہیں۔ یہ خطہ جہاں سیاحوں اور عارفوں کا مرکزِ نگاہ رہا ہے افسوس کہ وہاں یہ حملہ آوروں کی ہوس کا نشانہ بھی بنتا رہا لیکن تاریخ کا ورق ورق گواہ ہے کہ اس جنتِ ارضی پر زیادہ دیر تک کوئی طالع آزما قبضہ نہ رکھ سکا۔"(۴)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)


مصنف ضمیر صدیقی نے ڈراما میں مقصدیت کو قائم رکھا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ کبھی بھی ظلم و بربریت و استبداال سے آزادی کی تحریک کو کُچلا یا دبایا نہیں جا سکتا۔ کشمیریوں کی تحریکِ آزادی کے متعلق پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

"سات دہائیوں سے بھی زیادہ پر محیط آزادی کی اس تحریک میں کشمیریوں کی طرف سے کبھی بھی غفلت نہیں برتی گئی۔ کشمیریوں کی قربانیوں نے اس تحریک کو خونی انقلاب میں بدل دیا ہے۔ بھارتی مظالم کا خاتمہ اب قریب ہے۔ کیوں کہ بے پناہ ظلم و تشدد کے باوجود بھی قابض افواج اپنے مذموم مقاصد میں بری طرح ناکام ہیں۔"(۵)

ڈراما میں درختوں کی عزم و ہمت بھری گفتگو اس بات کی عکاسی کرتی دکھائی دیتی ہے کہ ریاستی دہشت گردی کے زور پر کشمیریوں کو حق خود ارادیت سے پیچھے دھکیلنا کسی طور ممکن نہیں ہے، ستر سالوں سے زائد عرصے کے دوران اس تحریک میں بہت سے نشیب و فراز آئے لیکن یہ تحریک کبھی بھی کمزور ہوتی دکھائی نہیں دی بلکہ بھارتی مظالم نے اس تحریک کو مزید تقویت بخشی ہے۔

ڈراما کے آخری منظر میں خاتون درخت اپنے اور کشمیر کے مستقبل کے بارے میں فکر مند دکھائی دیتی ہے۔ اس جذبات سے لبریز گفتگو میں خاتون درخت مسلسل روتے ہوئے شکوہ کرتی ہے کہ اگر ان کے ظلم ختم نہ ہوئے تو ہماری نسل ختم ہو جائے گی۔ ڈراما کے آخری منظر سے خاتون درخت اپنے دامن (جنگل) کے ننھے پودوں کے مستقبل کا سوچ کر پریشانی کے عالم میں کہتی ہے:

"۔۔۔اور میرے یہ چھوٹے چھوٹے بچے انھوں نے تو اب تک موسموں کی بہار تک نہ دیکھی، ان کے تو ابھی پھول کھلنے ہیں۔"(۶)

یہاں ان درختوں کی گفتگو میں ایک رومانوی پہلو سامنے آیا ہے۔ خاتون درخت اپنے بچوں (ننھے پودوں) اور مستقبل کے بارے میں نہایت خوب صورت اور پُر شکوہ انداز میں مرد درخت سے سوال کرتی ہے کہ اگر بھارتی افواج کے مظالم ختم نہ ہوئے تو کشمیر کی سرسبز وادی کسی ویران صحرا کی مانند بیابان ہو جائے گی۔ بھارتی مظالم کے شرارے کشمیر کے سمن زاروں میں آگ لگا دیں گے، درختوں کی اسی گفتگو کے دوران چڑیاں چہکتی ہیں اور ایک خوب صورت سرسبز وادی میں صبح کا ماحول سامنے آتا ہے۔ یہ دونوں درخت بھی اللہ تعالیٰ کی ثناخوانی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اچانک فوجیوں کی ٹاپوں، بلڈوزر اور مشینوں کی آواز سنائی دیتی ہیں۔ ایک فوجی

افسر اپنے اہل کاروں کو حکم دیتا ہے کہ کاٹ ڈالو سارے درختوں کو اور ساتھ ان کے ننھے پودوں کو بھی تاکہ مجاہدین کو کہیں بھی چھپنے اور ہم پر حملہ کرنے کی جگہ نہ ملے۔یوں ایک اداسی کے عالم میں سارے جنگل کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

ضمیر صدیقی نے ڈراما "چناروں کے آنسو" میں دو درختوں کی خوب صورت اور منفرد کہانی کو پیش کر کے قابض بھارتی افواج کے مظالم کی عکاسی کرتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ کشمیر کی وادی میں درخت، چرند و پرند اور پودے بھی بھارتی درندوں کے ظلم و ستم سے محفوظ نہیں۔چاہے ماضی میں مہاراجہ گلاب سنگھ ہو یا پھر حال میں قابض بھارتی افواج، کشمیر سسک رہا تھا کشمیر سسک رہا ہے۔

**حوالہ جات**

۱۔ ملک بشیر مراد، آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد کے ۴۵ سال، مضمون مشمولہ: ماہ نامہ آہنگ، پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن، کراچی، جولائی ۲۰۰۶ء ش ۷، ج ۵۹، ص ۲۸
۲۔ ڈراما "چناروں کے آنسو" (مخزونہ) ضمیر صدیقی، ریڈیو آزاد کشمیر، مظفر آباد
۳۔ ایضاً
۴۔ ڈاکٹر صابر آفاقی، کشمیر میں اردو کی مزاحمتی شاعری، مضمون مشمولہ ،پاکستان میں اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، ۲۰۰۶ء، ص ۳۲۴
۵۔ پروفیسر خورشید احمد تحریک آزادی کشمیر، بدلتے حالات اور پاکستان کی پالیسی ،انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۲۰۱۶ء، ص ۵ تا ۶
۶۔ ڈراما "چناروں کے آنسو" (مخزونہ) ضمیر صدیقی، ریڈیو آزاد کشمیر، مظفر آباد

## References in Roman Script:

1. Malik Bashir Murad, Azad Kashmir Radio Muzafarabad k 4 sal, Mazmoon Mashmoola Mahnama Ahang, Pakistan Broadcasting corporation, Karachi, July 2006, S7, Jild 59, P28.
2. Drama “Chanaro key Ansoo”, (Makhzooona), Zameer Siddiqui, Radio Azad Kashmir, Muzafarabad.
3. Ayezan
4. Dr. Sabir Afaqi, Kashmir Main Urdu ki Mazahamti Shairi, Mazmoon Mashmoola, Pakistan Main Urdu, Muqtadara Qomi Zuban, Islamabad, Pakistan 2006, P324.
5. Prof Khurshid Ahmed Tehreek Azadi Kashmir, Badalty Halat or Pakistan ki Policy, Institute of Policy Studies, Islamabad, 2016, P 5 to 6
6. Drama “Chanaro key Ansoo”, (Makhzoona) Zameer Siddiqui, Radio Azad Kashmir, Muzafarabad.